www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق و تجزیہ

محمد عطاء اللہ صدیقی

اسلام، عیسائیت اور بنیاد پرستی

[مسیحی اقلیت کے رہنماؤں کا جارحانہ طرزِ فکر و عمل]

گذشتہ دنوں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے زیر اہتمام "مسلمانوں کے بارے میں مغرب کا تصور اور مغرب کے بارے میں مسلمانوں کا تصور" کے عنوان سے منعقدہ سیمینار میں وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے سیاسی فلسفہ کی بنیاد جمہوریت پر مبنی ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ

"اسلام کے خلاف نظریاتی تنازعہ مکمل طور پر غیر ضروری ہے۔ وہ لوگ جو اسلام کو مغرب کا دشمن سمجھتے ہیں اور مغرب اور اسلام میں جنگ دیکھتے ہیں وہ ایک محدود تاریخی پس منظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی بنیاد پرستی کو مغرب نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اسے شکست دینے پر زور دیا، اسلام کی بنیاد پرستی پر مسلمانوں کو فخر ہے۔ وہ بنیادیں یہ ہیں: توحید، رسالت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج، ان پر عمل کر کے بہت سے مسلمان اپنے آپ کو سچا مسلمان گردانتے ہیں، کیا یہ بنیاد پرستی ہے؟ ہرگز نہیں! انہوں نے کہا کہ بنیاد پرستی (فنڈامینٹلزم) کی اصطلاح عیسائیت سے آئی ہے لیکن اسے اسلام پر تھوپ دیا گیا"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور 7-اکتوبر 1997ء)

وزیر اعظم میاں نواز شریف کی تقریر میں کوئی بھی ایسا جملہ نہیں ہے جسے خلافِ حقیقت، تاریخی اعتبار سے غلط یا سطحی الزام تراشی سے تعبیر کیا جا سکے۔ لیکن پاکستان کے بعض مسیحی راہنماؤں نے وزیر اعظم کے اس بیان "بنیاد پرستی کی اصطلاح عیسائیت سے آئی ہے، لیکن اسے اسلام پر تھوپ دیا گیا" پر شدید احتجاج کیا ہے۔ مسیحی راہنماؤں نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ وزیر اعظم کے اس بیان پر مسیحی برادری کو دکھ ہوا ہے اور اس سے مسیحیوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ وزیر اعظم اپنا بیان واپس لیں۔ عیسائیوں کی ایک تنظیم کے نمائندوں نے کہا کہ وزیر اعظم کے بیان سے مسیحی برادری پریشان ہو گئی ہے۔ مسیحی خواتین کی ایک تنظیم نے اس بیان کے خلاف مال روڈ پر مظاہرہ کا اعلان بھی کیا۔ "پاکستان نیشنل کرسچین لیگ" کے عہدیداران نے بے حد

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

جذباتی انداز میں مذکورہ تقریر کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے وزیر اعظم کو یہ جتلایا کہ "انہیں یہ علم ہی نہیں ہے کہ مسیحی برادری بھی پاکستان کی رعایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملکہ برطانیہ کی آمد پر وزیر اعظم نواز شریف کو اسلامی بنیاد پرستی کے فروغ اور مسیحیت کے خلاف تقریر زیب نہیں دیتی۔ وزیر اعظم کو یہ یاد ہی نہیں رہا کہ پاکستان مغرب یعنی مسیحی دنیا کا ہر طرح سے محتاج ہے" —— (روزنامہ "جنگ" لاہور مؤرخہ 8 اکتوبر 1997ء)

مسیحی راہنماؤں کا مندرجہ بالا احتجاج تاریخی حقیقتوں سے ان کی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ اگر انہوں نے وزیر اعظم پاکستان کا بیان پڑھنے کے بعد مسیحی یورپ کی تاریخ کی ورق گردانی کی زحمت گوارا کرلی ہوتی تو جس دکھ اور کرب سے وہ گزر رہے ہیں، اس سے یقیناً وہ محفوظ رہتے اور اس سطحی جذباتیت کے اظہار سے یقیناً وہ باز رہتے اور وزیر اعظم کو خوامخواہ متہم نہ ٹھہراتے۔ اگر ان کی نگاہیں حقائق کا سامنا کرنے کا حوصلہ رکھتی ہیں اور ان کے کان مجرد حقیقتوں کو اب بھی سننے کے لئے تیار ہیں تو ان کی معلومات کے لئے درج ذیل سطور حاضر ہیں:

معروف میکملن (Macmillan) پبلشرز نے "انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن" 16 جلدوں میں شائع کیا ہے (ایڈیشن 1987)۔ جس کی جلد پنجم میں Fundamental Christainity (بنیاد پرستانہ عیسائیت) کے عنوان سے مقالہ موجود ہے (صفحہ: 190) اس مقالے میں امریکہ، یورپ اور برطانیہ میں عیسائیت میں مختلف بنیاد پرست فرقوں اور تحریکوں کے عقائد اور ان کی سرگرمیوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالہ نگار کے مطابق مارٹن لوتھر کے پیروکار "ایوانجلیکل" (Evangelical) کی اصطلاح "پروٹسٹنٹ" کے مترادف کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ "ایوانجلیکل ازم" ایک ممتاز تحریک تھی جو اٹھارھویں صدی میں مذہبی بیداری کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوئی اور انیسویں صدی کے آغاز تک امریکہ، انگلینڈ اور تمام برطانوی ایمپائر میں واضح شکل اختیار کر چکی تھی۔ فنڈامینٹلزم (بنیاد پرستی) در حقیقت "ایوانجلیکل ازم" کا ایک ذیلی فرقہ ہے۔ اس اصطلاح (بنیاد پرستی) کا آغاز پہلی دفعہ امریکہ میں 1920 میں ہوا۔ اس سے مراد وہ "ایوانجلیکل" تھے جو ماڈرن تھیالوجی (جدید الہیات) اور سیکولر ثقافتی رجحانات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا اولین مسیحی فریضہ سمجھتے تھے۔ منظم عسکریت پسندی (Militancy) بنیاد پرستوں کی نمایاں علامت ہے جو انہیں دیگر "ایوانجلیکل" عیسائیوں سے ممتاز کرتا ہے۔ —— (صفحہ: 190)

مذکورہ بالا انسائیکلو پیڈیا میں بیسویں صدی کے شروع میں مسیحی بنیاد پرستی کے سر اٹھانے کی وجوہات کا جائزہ لیتے ہوئے فاضل مقالہ نگار تحریر کرتا ہے کہ انیسویں صدی کے آخری دو عشروں اور جنگ عظیم اول (1914ء) تک کے زمانے میں "ایوانجلیکل" فرقے کو عقلی بنیادوں پر نئے چیلنج کا سامنا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تھا۔ یہ وہ دور تھا جب "ڈارون ازم" کثیر جہاتی ثقافتی انقلاب میں ایک مرکزی علامت کی حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ "ڈارون ازم" کے متعلق ابتدائی مباحثوں میں یہ تاثر دیا گیا کہ ماڈرن سائنس اور بائبل کی تعلیمات بنیادی طور پر باہم متخالف نظریات کی حامل ہیں۔ اہل مغرب "سچائی اور اٹل حقیقت" کے متعلق تصورات کو انسانی ثقافتی ارتقاء کے قابل تغیر عامل کے طور پر سمجھنے لگے تھے۔ بدلتے فکری منظر میں مذہبِ خداوند کی طرف سے نازل کردہ "مطلق سچائی" کی بجائے خدا اور اخلاقیات کے بارے میں ترقی پذیر تصورات کا محض "ریکارڈ" تھا۔ ان خیالات نے چرچ کی فکری بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔ نجات کے عقیدے کے متعلق بائبل کی "اتھارٹی" کو بھی شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا۔ اہل چرچ میں بھی اتفاق رائے قائم نہ رہ سکا۔ بعض جدت پسند مسیحی گروہوں نے وقت کے "موڈ" کو دیکھتے ہوئے عیسائی تعلیمات کے نئے افکار سے مطابقت دینے کی تحریک چلائی۔ "روایت پسند" ایو انجلیکل" گروہ نے نئے رجحانات کے خلاف سخت مزاحمت کی۔ یہ تھا وہ تناظر جس میں "فنڈا میٹلزم" کی تحریک ابھر کر سامنے آئی۔ اس نے روایتی مسیحی عقائد کا "جارحانہ دفاع" کیا"۔ (ص 192)

مسیحی بنیاد پرستی مجموعہ ہائے عقائد (Doctrine) کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص "موڈ" کی آئینہ دار بھی تھی۔ یہ "موڈ" مذہب میں جدید نظریات کے واقعے اور ثقافتی اقدار میں "ماڈرن ازم" کی پھیلائی ہوئی تبدیلی کے خلاف "عسکریت پسندی" کا "موڈ" تھا۔ 1920 کے عشرے میں جدیدیت مخالف محاذ ایک متحدہ تحریک کا روپ دھار گیا۔ 1920 اور 1925 کے درمیان مسیحی تنظیموں نے "لبرل" خیالات کے حامل افراد کو اپنی صفوں سے نکال باہر کیا۔ اس دور کے بنیاد پرستوں نے امریکی کلچر کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ امریکہ اب اپنا مسیحی تشخص اور بائبل کی تعلیمات کو کھو رہا ہے۔ جنگ عظیم اول کے بعد اخلاقی قدروں میں بہت تیزی سے تبدیلی رو نما ہوئی جسے بنیاد پرستوں نے "خطرے کی گھنٹی" سمجھا۔ 1919 اور 1920 کے دوران "بالشوازم" کے بڑھتے ہوئے "سرخ خطرے" اور الحاد پرستی نے انہیں شدید تشویش میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے ان سب عوامل کو امریکہ میں "بائبل" کی تعلیمات کی روشنی میں پروان چڑھنے والی تہذیب کے خاتمے کا پیش خیمہ قرار دیا (ص: 193)

1925 سے 1945 کے درمیان اگرچہ پریس نے بنیاد پرستوں کے "احتجاج" پر زیادہ توجہ نہ دی لیکن مقامی سطح پر "بنیاد پرستی" بطور ایک ادارہ کے استحکام حاصل کر چکی تھی۔ 1954 میں بل گراہم (Bill Graham) کے برطانیہ میں "جہاد" (Crusade) نے "بنیاد پرستی کے تازے" کو نئی روح عطا کی۔ گراہم کے حامیوں اور مخالفوں میں کشمکش برپا ہوئی تو اول الذکر پر "بنیاد پرست" ہونے کا "لیبل" لگا دیا گیا۔ 1970 کی دہائی میں امریکی ... "...ست" کیا کہ امریکیوں کی زندگی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں "بنیاد پرستی" ایک بہت طاقتور تحریک ہے۔ 1980 تک ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بنیاد پرست چرچوں کی تعداد تقریباً 50 لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ مزید برآں عسکریت پسند بنیاد پرستی (Militant Fundamentalism) تمام انگریزی بولنے والے ممالک میں پھیل چکی ہے، اور اس کے عقائد کو مسیحی مشن تمام دنیا میں پھیلا رہے ہیں ـــــ (صفحہ: 194)

جب سے امریکی بنیاد پرستوں نے "اخلاقی اکثریت" (Morel Majority) کے نام سے 1979 میں تنظیم قائم کی ہے، ان کی سیاسی قوت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ دراصل مختلف بنیاد پرست مسیحی تنظیموں کا الحاق ہے۔ تقریباً تمام بنیاد پرست گروہ، معاشرے میں عورت کے کردار، خاندانی اقدار، جنس پرستی، آزاد خیالی، اسقاطِ حمل کے بارے میں قانون سازی، مساوی حقوق وغیرہ جیسے معاملات پر ایک جیسے خیالات رکھتے ہیں۔

(ایضاً: صفحہ 194) مندرجہ بالا سطور میں "انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن" میں شائع شدہ مقالے کے اہم نکات کو بے حد اختصار کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے کی تیاری میں فاضل مقالہ نگار نے مفصل کتابیات نقل کی ہے۔ درج ذیل کتابوں کے نام اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ امریکہ اور یورپ میں مسیحی بنیاد پرستی پر اچھا خاصا "لٹریچر" موجود ہے:

1- The Rools of Fundamentalism : British and American (1800 1930) by Earest R. Sandeen.

2- Voices of American Fundamentalism (1976) by Allyn Russel .

3- History of Fundamentalism in America (1973) Greenille.

4- The shaping of twentieth century fundamentalism.

حال ہی میں معروف امریکی پبلشر روٹلیج (Routlege) نے ڈکشنری آف ایتھکس تھیالوجی اینڈ سوسائٹی شائع کی ہے۔ اس ڈکشنری کو آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر اینڈریو النزی اور پروفیسر پال بیری کلارک کی مشترکہ ادارت میں 50 کے قریب ماہرینِ علوم نے مرتب کیا ہے۔ اس مایہ ناز علمی ڈکشنری میں فنڈامینٹلزم کا اندراج پانچ صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔ اس اندراج میں بنیاد پرستی کی اصطلاح کے آغاز و ارتقاء اور عیسائیت، یہودیت اور اسلام میں اس کے استعمال کو مفصل بیان کیا گیا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے اس ڈکشنری کے متعلقہ مفید سطور کا ترجمہ قارئین کی معلومات کے لئے پیشِ خدمت ہے:

-1 "فنڈامینٹلزم" (بنیاد پرستی) ایک جدید مذہبی ردعمل کا اسلوب ہے جس کے ذریعے قدامت پسند لوگ، اپنے اجتماعی وجود کو لاحق خطرات سے بچنے کے لئے کوشش کرتے ہیں" ـــــ (صفحہ:338)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بنیاد پرست ان باتوں کو جنہیں وہ عقائد کی اساس سمجھتے ہیں، ان کے انتخاب میں ترجیحی رویہ رکھتے ہیں۔ عام طور پر وہ ایسی باتوں کو منتخب کرتے ہیں جن کے متعلق انہیں یقین ہوتا ہے کہ روایات کا مغز ہیں۔

2- پروٹسٹنٹ، جنہوں نے یہ لفظ بنیاد پرستی ایجاد کیا اور جو اسے بے حد روانی سے استعمال کرتے ہیں، ان کے ہاں "بنیاد" سے مراد الہامی تعلیمات کے لغوی مطالب کو قبول کرنا ہے، یہی تعلیمات انہیں مذہب پر حملوں سے بچاؤ میں مدد دیتی ہیں ——— (صفحہ:389)

3- "جب امریکن پروٹسٹنٹ بنیاد پرستوں نے ایسے عقائد کو چنا کہ جن پر لفظ بہ لفظ عمل مقصود تھا تو انہوں نے کئی ایسے عقائد کو منتخب کیا جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ کنزرویٹو مسیحیت کا سامنا کر سکیں گے"۔

پوری دنیا کے اکثر عیسائیوں کی نگاہ میں، خواہ وہ کیتھولک، آرتھوڈکس ا-نگلیکن (Anglican) یا دیگر فرقے کا تقدس کا "Evcharist" ایک اساسی عقیدہ ہے۔

4- بنیاد پرستوں نے کچھ ایسی تعلیمات کو بھی منتخب کیا کہ جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ یہ پروٹسٹنٹ فرقے کے بنیادی عقائد ہیں۔ مثلاً کنواری مریمؑ سے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش، آپ کے خونِ مبارک اور آپ کا جسمانی طور پر دوبارہ زندہ ہونا وغیرہ۔

رومن کیتھولک فرقے میں جہاں بنیاد پرستی غیر واضح اور نسبتاً ماضی قریب کا مظہر ہے، بہت کم کیتھولک عیسائی اپنے آپ کو "بنیاد پرست" کہتے ہیں کچھ کیتھولک بھی بنیاد پرست کہلاتے ہیں، وہ مذہبی تعلیمات کو مقامی زبانوں کی بجائے لاطینی زبان میں ادا کرنے پر زور دیتے ہیں۔

5- "فنڈامینٹلزم" کے لئے بہترین "کیس سٹڈی" امریکہ ہے جہاں بیسویں صدی کے آغاز میں کئی مسیحی تحریکیں سامنے آئیں۔ 1910ء اور 1912 کے درمیان ایک گروہ نے ردعمل کے طور پر کثیر تعداد میں ایک کتابچہ شائع کیا جس کا عنوان تھا "Fendamentals" یعنی "اساسی اصول"۔ جنگ عظیم اول کے بعد ان گروہوں نے اپنے آپ کو منظم کرنا شروع کیا تھا گروہی کشمکش کے نتیجے میں ایک گروہ نے اپنا نام "بنیاد پرست" رکھ لیا، یہی نام بالآخر یہودیت اور اسلام کی تحریکوں پر تھوپ دیا گیا ——— (صفحہ:390)

"1940ء کے دہائی کے ابتدائی سالوں میں کچھ بنیاد پرستوں نے اس اصطلاح کو رسوا کن داغ سمجھنا شروع کیا۔ انہوں نے نیشنل ایسوسی ایشن آف ایوانجیلکلز کی بنیاد رکھی جس نے بہت سی باتوں میں جدیدیت کو اپنایا۔ عدم تعاون کرنے والے بنیاد پرست زیر زمیں چلے گئے"۔

6- "امریکہ میں مسیحی بنیاد پرستی کی دوسری لہر 1970ء کے عشرے میں امریکی سپریم کورٹ کے اس

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

فیصلے کے خلاف رد عمل کے طور پر سامنے آئی جس میں اس نے سرکاری سکولوں میں "دعا" کو غلط قرار دیا گیا-1962ء پھر 1973ء میں ابتدائی مرحلے پر اسقاط حمل کو جائز قرار دیا" ——— (صفحہ:391)

7- "اسلامی بنیاد پرستی کے حالیہ رجحانات کے آغاز کی نشاندہی جنگ عظیم دوم کے بعد کے زمانے سے کی جاسکتی ہے جب مغربی استعماری طاقتوں نے مشرقِ وسطیٰ کا نیا نقشہ مرتب کیا اور جب قوم پرستی کی نئی جہات کا تعین کیا- اس دور میں ذرائع ابلاغ، ٹیکنالوجی اور جدید تعلیم کے فروغ سے مسلمان قدامت پسندوں نے اپنے آپ کو خطرات میں گھرا ہوا محسوس کیا- 1970ء کے عشرے میں اخوان المسلمون نے مصر میں شدید رد عمل کا اظہار کیا اور 1979ء میں ایرانی انقلاب کے بعد اس رجحان کو مزید تقویت ملی"-

قارئین کرام! مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ "بنیاد پرستی" کی اصطلاح کا استعمال شروع میں عیسائیت میں ہوا، اسلامی بنیاد پرستی جس کی "مذمت" میں مغرب اپنے بہترین انسانی وسائل کو بروئے کار لا رہا ہے، کی ابتداء بقول ان کے جنگِ عظیم دوم کے بعد ہوئی اور اس کا مؤثر اظہار 1970ء کے عشرے میں ہوا-

پوری اسلامی تاریخ میں اس اسلامی "بنیاد پرستی" کا وجود نہیں ملتا جس کا مفہوم اہل مغرب کے ذہنوں میں ہے- اسلام کے سیاسی زوال اور یورپی استعماری قوتوں کے عروج کے بعد مسلم دنیا میں اسلام کی "نشأۃِ ثانیہ" "تحریک احیائے خلافت" "رجوع الی القرآن" اور اسلام کی اساسی تعلیمات کی طرف واپسی کی تحریکیں رونما ہوئیں- سید جمال الدین افغانی، مہدی سوڈانی، علامہ اقبال، ڈاکٹر شریعتی اور مولانا مودودی" جیسے مسلم راہنماؤں کے نام ان تحریکوں کے حوالے سے لئے جاسکتے ہیں، اسلام کی عظمت پارینہ کو بحال کرنے کے تصور پر مبنی یہ تحریکیں عسکریت پسندی کے نظریات کی حامل نہیں تھیں- ان کا فلسفہ اعلیٰ اخلاقی قدروں کی بحالی پر مبنی تھا- جہاں تک حالیہ برسوں میں مشرقِ وسطیٰ میں "حماس" "حزبُ اللہ" ابو ندال گروپ وغیرہ تنظیموں کا تعلق ہے، ان کی سرگرمیاں استعماری قوتوں کی واضح نا انصافی اور ظلم کے خلاف رد عمل کا نتیجہ ہے- جیسا کہ "ڈکشنری آف ایتھکس، تھیالوجی اینڈ سوسائٹی" میں اعتراف کیا گیا ہے کہ ان تحریکوں کا آغاز اس وقت ہوا جب جنگِ عظیم دوم کے بعد مغربی استعماری طاقتوں نے مشرقِ وسطیٰ کا نیا نقشہ مرتب کیا اور قوم پرستی کی نئی جہات کا تعین کیا- فلسطینی مسلمانوں کی اپنے علاقوں کی بازیابی کی تحریک کو "اسلامی بنیاد پرستی" کا نام دینا یہودی غاصب قوتوں کے بے پناہ ظلم وستم سے توجہ ہٹانا ہے- 1983ء میں طاقت کے نشے میں چُور اسرائیل نے فلسطینی مسلمانوں کے کیمپوں "صابرہ" اور "شتیلا" میں قیام پذیر ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو ٹینکوں کے ذریعے کچل ڈالا- امریکہ اور اس کے یورپی حواریوں نے اس انسانیت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کش کاروائی کی مذمت نہ کی۔ لیکن بعض مسلمان مسلح گروہوں کی طرف سے بم کے دھماکے میں چند اسرائیلی مارے جائیں تو اسے اسلامی بنیاد پرستی کا نام دے کر واویلا کیا جاتا ہے۔

میاں نواز شریف نے قطعاً کوئی ایسی بات نہیں کہی کہ جسے مسیحی سکالرز خود نہ کہہ چکے ہوں۔ وزیر اعظم پاکستان کے جس جملے پر شدید احتجاج کیا گیا ہے وہ مذکورہ "ڈکشنری" کے درج ذیل جملے کا لفظی ترجمہ معلوم ہوتا ہے:

"In 1920 a Baptist Faction, struggling for control, named itself "Fundamentalist" the name which eventually came to be imposed on movements in Judiasm, Islam and elswhere."

"۱۹۲۰ء میں ایک عیسائی فرقے (اصطباغی فرقے) جو اختیارات کے لئے کوششیں کر رہا تھا نے اپنا نام بنیاد پرست رکھ لیا۔ یہی نام بعد میں یہودیت، اسلام اور دوسری جگہوں پر ہونے والی تحریکوں پر تھونپا جانے لگا۔"

ذرا غور فرمائیے کہ "imposed" کا ترجمہ "تھوپ دیا گیا" سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ ایک بات جو امریکہ کا سکالر کرتا ہے تو قابل اعتراض نہیں ہے اور اگر پاکستان کے وزیر اعظم بر سبیلِ تذکرہ حسن نیت کے ساتھ اسے اپنی تقریر میں بیان کر دیں تو اس پر اس قدر شدید رد عمل کا اظہار کیا جاتا ہے کہ جیسے پوری مسیحی برادری کی شدید توہین کی گئی ہو۔ فکری دیانت کا تقاضا یہی ہے کہ وزیر اعظم سے "الفاظ واپس لینے" کا مطالبہ کرنے والے مسیحی راہنما اپنی لا علمی کا اعتراف کرتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان سے معذرت طلب کریں۔ ع

میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اپنے احتجاجی بیانات میں بعض مسیحی راہنماؤں نے احتیاط کا دامن ملحوظ خاطر نہیں رکھا اور بے حد غیر ذمہ دارانہ بیان بازی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کے بعض جملوں کا اسلوب اس قدر اشتعال انگیز اور تیکھا ہے کہ اگر اس طرح کے بیانات کا سلسلہ جاری رہا تو پھر پاکستان کی مسلم اکثریت اور مسیحی اقلیت کے پُر امن تعلقات میں رخنہ اندازی کی بنیادیں رکھی جانے کے امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً ایک مسیحی تنظیم کے آرگنائزر نے اپنے بیان میں کہا کہ "وزیر اعظم کو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ پاکستان مغرب یعنی مسیحی دنیا کا ہر طرح کے محتاج ہے" موصوف نے وزیر اعظم کو "پاکستان کی محتاجی" کا طعنہ دینا تو مناسب سمجھا لیکن انہیں اہل مغرب کی مسلمانوں کے ہاتھوں "محتاجی" کے ادوار یاد نہیں رہے چونکہ وہ اب قصہ ماضی بن چکے ہیں۔ ان کا حافظہ کمزور ہو سکتا ہے لیکن تاریخ کے سینے میں یہ حقائق اب تک محفوظ ہیں۔ انہیں غالباً یہ معلوم ہو گا کہ مغرب کی نشأۃ ثانیہ، سائنسی ترقی اور مذہبی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اصلاحی تحریکیں (Reformation) مسلمان سائنسدانوں اور دانشوروں کی عظیم علمی کاوشوں کی مرہونِ منت ہیں۔ یورپ ابنِ سینا، ابنِ رُشد، الفارابی، ابو بکر یحییٰ زکریا رازی، ابن بیطار، ابو القاسم الزہراوی، ابن طفیل، ابن باجہ، ابن خلدون، ابو العباس، ابن الہیثم، الخوارزمی اور ان جیسے سینکڑوں شہرۂ آفاق نابغہ عصر سائنسدانوں اور عظیم علمی شخصیات کا احسان رہتی دنیا تک نہیں چکا سکے گا۔ طعنہ دینے والے معزز اقلیتی راہنما اگر تاریخ کا سرسری سا مطالعہ بھی کر لیتے تو ان کے لئے جاننا مشکل نہیں تھا کہ اٹلی میں یورپ کی پہلی ٹیکسٹائل مسلمان انجینئرز نے لگائی تھی۔ موصوف جوشِ جذبات میں یہ بات قطعاً بھول گئے کہ برطانیہ فرانس جرمنی اور دیگر استعماری یورپی طاقتوں نے ہندوستان اور دیگر مسلم ممالک سے گذشتہ دو سو سالوں میں جو دولت لوٹی، اس کا عشر عشیر بھی وہ واپس نہیں کر پائے ہیں۔ کون نہیں جانتا انگلستان کے کارخانوں سے نکلنے والی لوہے کی مصنوعات میں خام مال انڈیا سے نہیں گیا تھا؟ اور جس "محتاجی" کا انہوں نے وزیر اعظم پاکستان کو طعنہ دیا ہے اس کی قیمت پاکستانی قوم ان کی "امداد" کے تناسب سے کہیں زیادہ ادا کر چکی ہے۔ اس "امداد" کے نام پر مغربی اقوام پاکستان جیسی ترقی پذیر اقوام کو "جدید استعماریت" کے مکروہ شکنجے میں اب تک کسے ہوئی ہیں۔ ہم اپنے قابلِ احترام مسیحی راہنما سے درخواست کریں گے وہ مغرب کی مسیحی دنیا سے منوا کیوں نہیں لیتے کہ وہ پاکستانی قوم پر اس "احسان عظیم" کا سلسلہ اب بند کر دیں۔ ع

ہم پر جو احسان نہ کرتے تو یہ احسان ہوتا

انسانی حقوق کے مغربی نعروں نے افراط کا شکار ہو کر ایک خطرناک "فتنے" کی صورت اختیار کر لی ہے۔ مغرب میں مختلف ادوار میں مختلف "ازم" سامنے آتے ہیں لیکن پوری انسانی تاریخ میں شاید، اپنے نتائج و عواقب کے اعتبار سے، "حقوق ازم" (Rightism) جیسا ہر دل عزیز اور عالمی سطح پر پھیلا ہوا "ازم" کبھی سامنے نہیں آیا۔ یہ "ازم" جسے اردو میں آپ چاہے تو "حقوقیت" یا "حقوق پسندی" کا نام دے سکتے ہیں، اگرچہ باقاعدہ اس نام کے ساتھ متعارف نہیں ہوا لیکن جس قدر اس "ازم" پر عمل کیا جا رہا ہے وہ کسی دوسرے "ازم" میں سامنے نہیں آیا۔

"حقوقیت کی تاریخ" بہت زیادہ پرانی نہیں ہے

یورپ کے بادشاہوں کے آسمانی حقوق (Divine Rights) کے ردعمل میں "عوامی حقوق" کے حصول کی جدوجہد نے اب زندگی کے ہر شعبے کو اپنی جولانگاہ سمجھ لیا ہے۔ ہر طرف "حقوق" کا واویلا مچایا جاتا ہے، فرائض کی بات کوئی نہیں کرتا۔ "حقوق" کے نام پر برپا کی جانے والی تحریکوں کی تاریخ، ان کے آغاز، ارتقاء اور انجام کو سامنے رکھ کر اگر دیکھا جائے تو چند باتیں سب میں مشترک

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دکھائی دیتی ہیں۔ تمام تحریکیں اپنی بنیاد کسی نہ کسی حقیقی یا مفروضاتی "ناانصافی" پر رکھتی ہیں۔ وہ غاصب طبقے کے خلاف اپنے پیروکاروں میں نفرت کے جذبات کو پروان چڑھا کر اپنے مقاصد کو آگے بڑھاتی ہیں۔ بالآخر نفرت کے جذبات باقی سب مصلحتوں پر غالب آجاتے ہیں، حقوق کی پُرامن جدوجہد بالآخر "حقوق کی جنگ" میں بدل جاتی ہے۔ پھر ایک منزل آتی ہے کہ یہ تحریکیں اعتدال و توازن سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں؛ ان میں انتہا پسندانہ رجحانات زور پکڑ لیتے ہیں۔ پھر حقوق کی جدوجہد کرنے والی تنظیموں پر چند پیشہ ور "حقوقئے" قبضہ جما لیتے ہیں۔ مزدوروں اور کسانوں کے جائز حقوق کے مطالبات لیکر اٹھنے والی تحریکوں میں جب انتہا پسندی پیدا ہوئی تو انہوں نے کارخانوں کے "جلاؤ گھیراؤ" کو ہی اپنا نصب العین سمجھ لیا۔ دفتری کارکنوں کے حق کی بات کرنے والی تنظیموں پر جب پیشہ ور افراد نے قبضہ کر لیا تو پھر ان اداروں میں یونین بازی کی وجہ سے کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی۔ مغرب میں آزادی نسواں کی تحریک "آوارگی" کے افسوس ناک مراحل طے کرنے کے بعد اب عملاً "بربادیٔ نسواں" کی تحریک کا روپ دھار چکی ہے۔ اقلیتوں کے حقوق پر شروع کی جانے والی تحریکیں بعض ممالک میں اکثریت اور اقلیتوں کے خونی تصادم کا باعث بنی ہیں۔ گذشتہ چند برسوں سے پاکستان میں مغربی سرمائے سے چلنے والی بعض "NGOs" کے اشتراک سے پاکستان کی مسیحی برادری کی ایک "متحرک اقلیت" نے خاصا جارحانہ اسلوب اختیار کیا ہوا ہے۔ مسلم ممالک میں مغربی ذرائع ابلاغ کی غیر معمولی دلچسپی، انسانی حقوق کے نام پر اقوام متحدہ اور دیگر مغربی اقوام کی ترقی پذیر ممالک کے معاملات میں بڑھتی ہوئی مداخلت نے پاکستان کے بعض اقلیتی راہنماؤں کو اپنی "صلاحیتوں" کے اظہار پر آمادہ کیا ہے۔ ان کی سرگرمیوں کا دائرہ "بین الاقوامی" ہوتا نظر آتا ہے۔

اگرچہ پاکستان میں اقلیتوں کو آئینی حقوق حاصل ہیں، انہیں اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کے پورے حقوق حاصل ہیں۔ پاکستان کی مسلم اکثریت کا رویہ مسیحی برادری سے بالخصوص "رواداری" اور حسنِ سلوک پر مبنی ہے۔ پاکستان کی مسیحی اقلیت کی غالب اکثریت پُرامن بقائے باہمی اور تعاون کے اصول پر عمل پیرا ہے۔ اکا دکا واقعات سے قطع نظر، اس وقت مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان باہمی تعلقات کی فضا خوشگوار ہی کہی جا سکتی ہے۔ لیکن جس طرح بعض مسیحی راہنماؤں نے وزیراعظم پاکستان کی حقیقت پسندانہ بیان پر غیر ذمہ دارانہ بیانات دیئے ہیں، تو اس سے یہ خدشات پیدا ہوگئے ہیں کہ بعض غیر دانش مند اور عاقبت نا اندیش اقلیتی راہنماؤں کی جذباتیت پسندی امن کی موجودہ فضا کو شاید قائم نہیں رہنے دے گی۔ ہم "مساوی حقوق" کا مطالبہ کرنے والے مسیحی راہنماؤں سے درخواست کریں گے کہ وہ یورپی ممالک میں مسلمان اقلیت کو عطا کردہ حقوق کا معروضی جائزہ لیں اور پھر اپنے حقوق کی جدوجہد کو معروضی طریقے سے آگے بڑھائیں۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ